Lesson 7: Al-Maidah (Ayaat 67 - 82): Day 24

سُوۡرَةُ المَآئدة کی تفسیر

اَب نصاریٰ(عیسائیوں) کی بات شروع ہورہی ہے؛

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ‌ ؕ وَقَالَ الۡمَسِيۡحُ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰٮهُ النَّارُ‌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۷۲﴾

وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے (عیسیٰ) مسیح خدا ہیں حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل خدا ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی (اور جان رکھو کہ) جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۷۲)

نصاریٰ نے یہ جملہ کہا تھا"۔ کہ مریم کے بیٹے (عیسیٰ) مسیح خدا ہیں۔"، اللہ نے یہ جملہ تک قرآن میں بیان فرمادیا۔ حالانکہ عیسیٰؑ نے تو یہ کہا تھا کہ اُس ربّ کی عبادت کرو۔ جو ہم سب کا ربّ ہے۔

جو شرک کرے گا اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ شرک تو بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی بالکل مدد نہیں کرے گا۔ نصاریٰ کے تین معروف فرقے ہیں۔

1: ایک فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ خود خدا ہے (نعوذ باللہ)۔

ایک بات پر غور کریں؛ جہاں عیسیٰؑ کا تذکرہ بنی اسرائیل کے مقابل آتا ہے وہاں اللہ عیسیٰؑ کا ذِکر بڑھا کر کرتے ہیں کیونکہ وہ اُن کے بارے میں غلط باتیں کرتے تھے اور اُن کو رسول نہیں مانتے تھے۔

اور جہاں نصاریٰ کے ساتھ تذکرہ ملتا ہے تو کیونکہ وہ اُن کو خُدا سمجھتے تھے تو اللہ تھوڑا کم کر کے بات کرتے ہیں کہ وہ تو صرف مریمؑ کے بیٹے اور رسول تھے۔ اُن کے مقام کو نیچے لا کر بتاتے ہیں۔

نصاریٰ کے پہلے فرقے کا رَدّ کیا گیا جو عیسیٰؑ کو خدا سمجھتے تھے۔ پھر دوسرے فرقے کا ذِکر کیا گیا؛

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اگر یہ لوگ ایسے اقوال (وعقائد) سے باز نہیں آئیں گے تو ان میں جو کافر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے (۷۳)

2: دوسرا فرقہ کہتا ہے" Trinity کا عقیدہ۔" کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔ یعنی اللہ، اللہ کا بیٹا عیسیٰؑ (نعوذ باللہ) اور مریمؑ اور کچھ کہتے ہیں جبرائیل روح الاَمین تین میں سے تیسرے ہیں۔

اللہ تو ایک ہی ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اگر یہ باز نہ آئے تو سخت تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے۔ یعنی توبہ کر لیں ورنہ سزا ملے گی۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ تو یہ کیوں خدا کے آگے توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہوں کی معافی نہیں مانگتے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے (۷۴)

اللہ بڑے سے بڑا گناہ کرنے والے کو بھی معاف کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ کوئی سچے دِل سے توبہ تو کرے۔ اللہ کی رحمت کا دروازا ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

نصاریٰ کا شرک یہی ہے کہ عیسیٰؑ کی شان کو بڑھادینا یہی غلو ہے۔۔لوگ محبت میں مبالغہ کر دیتے ہیں۔

اَب دو غلط عقائد کے بعد ایک صحیح عقیدہ بتایا گیا ہے۔ سورۃ آلِ عمران میں ایسی ہی بات اللہ کے نبیؑ کے بارے میں آئی تھی۔ تیسرا گروہ کہتا ہے؛

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾ مسیح ابن مریم تو صرف (خدا) کے پیغمبر تھے ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اور ان کی والدہ (مریم خدا کی) ولی اور سچی فرمانبردار تھیں دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم ان لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر (یہ) دیکھو کہ یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں (۷۵)

اوپر والی آیت میں ماں اور بیٹے کا صحیح مرتبہ بتا دیا گیا۔

کچھ لوگ جو مغرب سے بہت متاثر ہیں وہ مریمؑ کو نبی کا درجہ دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے بارے میں فرما دیا گیا کہ وہ صدیقہ تھیں۔ ہم نے پہلے بھی پڑھا کہ نبوت کے بعد صدیق کا درجہ ہے۔

کسی عورت کو نبی بنا دینا ہی زیادہ عزت افزائی نہیں ہے۔ نبی کی پیدائش عورت سے ہوئی۔ نبی نے ایک ماں کا دودھ پیا۔

پھر اللہ فرماتا ہے کہ " ماں بیٹا تو دونوں کھانے پینے کے محتاج تھے " اور ظاہر ہے کہ جو اندر جائے گا وہ باہر بھی آئے گا پس ثابت ہوا کہ وہ بھی مثل اوروں کے بندے ہی تھے اللہ کی صفات ان میں نہ تھیں۔ اب نعوذ باللہ یہ سوچیں کہ ایک خدا ہے اور ٹوائلٹ میں بیٹھا ہوُا ہے۔

یعنی مسیحؑ اور اُن کی والدہ نیک لوگ تھے۔ دونوں انسان تھے۔ اللہ نے تمہارے لئے اپنی آیات کھول کر بیان کر دی ہیں۔ پھر تم کیوں بھٹک رہے ہو؟

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ کہو کہ تم خدا کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں؟ اور خدا ہی (سب کچھ) سنتا جانتا ہے (۷۶)

تو ایسی باتیں ہی مناسب نہیں لگتیں۔ یہ بھٹکے ہوئے لوگوں کا عقیدہ ہے۔

عیسیٰؑ نے توحید کا پیغام دیا تھا۔ شروع میں لوگ اُسی پر عمل کرتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ غلو کر کے عیسیٰؑ کو خدا کے درجے پر پہنچا دیا۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾

کہو کہ اے اہل کتاب! اپنے دین (کی بات) میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود بھی) پہلے گمراہ ہوئے اور اور بھی اکثروں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے رستے سے بھٹک گئے (۷۷)

اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنے کی ممانعت کی جا رہی ہے کہ ان تمام لوگوں سے کہہ دو کہ جو تم سے ضرر کو دفع کرنے کی اور نفع کے پہنچانے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے، آخر تم کیوں انہیں پوجے چلے جا رہے ہو؟ تمام باتوں کے سننے والے تمام چیزوں سے باخبر اللہ سے ہٹ کر بے سمع و بصر، بے

ضرر و بے نفع و بے قدر اور بے قدرت چیزوں کے پیچھے پڑ جانا یہ کون سی عقلمندی ہے؟ اے اہل کتاب اتباع حق کی حدود سے آگے نہ بڑھو۔

جس کی توقیر کرنے کا جتنا حکم ہوا تنی ہی اس کی توقیر کرو۔ انسانوں کو جنہیں اللہ نے نبوت دی ہے نبوت کے درجے سے معبود تک نہ پہنچاؤ۔

پیچھے ہم نے پڑھا کہ غلو کیا ہے۔ کسی کو اُس کے مقام سے کم دینا بھی غلو ہے جیسے یہودیوں نے کہا کہ عیسیٰؑ ولد الزنا ہیں۔ نعوذ باللہ اور یہ بھی غلو ہے کہ عیسیٰؑ کو خدا کہہ دینا۔ اُن کو مقام سے زیادہ بنا دینا۔

عربی کا ایک محاورہ ہے کہ جاہل کبھی بھی اعتدال پر نہیں رہتا۔

یعنی یا تو بہت زیادہ عزت دے دینا اور یا بالکل ہی نچلا درجہ دینا غلو ہے۔ یا افراط اور یا تفریط۔

عام طور پر متوازن غذا کھانا بہترین ہے۔ نہ تو اندھا دھند کھاتے جانا اور یا پھر فاقے کرتے رہنا۔

انسان کو چاہیئے کہ درمیانہ کام کرے۔ اعتدال کرے۔

سورۃ فاتحہ میں ہم روزانہ یہ دعا کرتے ہیں۔ " غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ" نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے (۷) شروع کے نصاریٰ مشرک نہیں تھے۔ پھر نصاریٰ کا میل جول گریک اور رومن قوموں سے ہو گیا۔

لوگوں کو سیدھا سادھا دین بورنگ لگتا ہے۔ گریک اور رومن لوگ بتوں کے پجاری اور میلے کے شوقین اور رقص اور گانا بجانا کرنے والی قومیں تھے۔

آج بھی ہمارے کئی لوگ ہندو کلچر سے متاثر ہیں۔اور انہی کے تہوار منانا چاہتے ہیں۔

رومن اور گریک کے اندر تین خداؤں کا تصور تھا۔ایک زمین کا خدا۔

Greek Name	Roman Name	Description
Zeus	Jupiter	King of Gods
Apollo	Apollo	God of Music & Medicine
Aphrodite	Venus	Goddess of Love

نصاریٰ اُن سے بہت متاثر ہوئے۔پہلے عیسیٰؑ کو خدا بنایا پھر مریمؑ کو ساتھ شامل کر دیا۔پھر جبرائیل کو بھی ساتھ تین میں تیسرا بنا دیا۔اس طرح تثلیث کا عقیدہ بنا دیا گیا

دراَصل ہم پاکستانی بہت عرصہ ہندوؤں کے ساتھ رہے ہیں تو ہم نے بہت ساری رسمیں بھی وہاں سے لے لی ہیں۔وہ تیجہ کرتے ہیں ہم سوئم کرتے ہیں۔وہ مہندی کرتے ہیں تو ہم بھی وہی کرتے ہیں۔وہ بھگوان کے آگے پلیٹ رکھتے ہیں۔ہم پیروں کے آگے رکھتے ہیں۔وہ بت کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ہم قبر کے نام پر کرتے ہیں۔رسم کے ساتھ غلط عقیدہ ضرور آئے گا۔

ہر رسم کے ساتھ شرکیہ عقیدہ ضرور آئے گا۔بسنت کے ساتھ اُن کی دیوی کو خوش کرنے کا عقیدہ ہے۔اس طرح لوگ وہی کرنے لگتے ہیں جو وہ چاہتے ہیں۔وہ خدا پرست نہیں بلکہ خود پرست بن

جاتے ہیں۔ مثال جیسے آپ کو کوئی پھول اچھے لگے۔ آپ نے سوچا میں بھی لگا لیتی ہوں۔ کسی کے گھر سے پودا لے کر جائیں تو اُس کے ساتھ مٹی بھی آ جاتی ہے۔

جب ہم غیر مسلم رسمیں کرنے لگتے ہیں تو پھر اُن کے عقیدے بھی ساتھ آتے ہیں۔

پھر ہم چاہتے ہیں کہ یہ رسمیں دین کا حصّہ بن جائیں۔ لیکن اللہ کی کتاب سے جب کوئی دلیل ہی نہیں ملتی نہ سنتِ رسولؐ سے۔ نہ صحابہ کرامؓ کی زندگی سے۔ پھر ہم کیوں ختم دِلاتے ہیں؟ ہم عرس کیوں مناتے ہیں؟ نہ کسی حدیث سے حوالہ ملتا ہے۔ نہ کسی صحابی نے کیا، نہ کسی تابعی نے کیا۔ نہ کسی آئمہ کرام نے۔ پھر ہم کیوں کرتے ہیں؟

پھر لوگوں کو اصل دین پسند ہی نہیں آتا۔ لوگ سیدھے راستے سے بھٹک جاتے ہیں۔

جیسے کہ وہ لوگ مسیح کے بارے میں غلطی کر رہے تھے اور آج ہم وہی غلطی کر رہے ہیں۔ میلاد اور ختم کی رسمیں اپنے دین میں شامل کر لی ہیں۔ اس کی اور کوئی وجہ نہیں مگر یہ کہ تم اپنے پیروں، مرشدوں اور اماموں کے پیچھے لگ گئے ہو وہ تو خود ہی گمراہ ہیں بلکہ تمہیں بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾ جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے (۷۸)

ایسی حرکتوں کی وجہ سے نبیوںؑ نے بھی بنی اسرائیل پر لعنت کی۔ کونسے کام؟

1. یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے

2. اور حد سے تجاوز کرتے تھے

3. برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ (اور) برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بلاشبہ وہ برا کرتے تھے (۷۹)

یعنی کہ بنو اسرائیل کے کافر پُرانے ملعون ہیں، حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی انہی کے زمانہ میں ملعون قرار پا چکے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے نافرمان تھے اور مخلوق پر ظلم کرتے تھے، تورات، انجیل، زبور اور قرآن سب کتابیں ان پر لعنت برساتی آئیں۔ یہ اپنے زمانہ میں بھی ایک دوسرے کے بُرے کام دیکھتے تھے لیکن چپ چاپ بیٹھے رہتے تھے، حرام کاریاں اور گناہ کھلے عام ہوتے تھے اور کوئی کسی کو روکتا نہ تھا۔ یہ تھا ان کا بدترین فعل۔

داؤدؑ کا زمانہ بنی اسرائیل کے عروج کا زمانہ تھا اور پھر عیسیٰؑ کا زمانہ اِن کے عروج کا آخرہ دَور تھا۔ یعنی اِن کے دونوں زمانوں میں دونوں نبیوںؑ نے اِن پر لعنت کی۔

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے برائی بنی اسرائیل میں داخل ہوئی تھی کہ ایک شخص دوسرے کو خلاف شرع کوئی کام کرتے دیکھتا تو اسے روکتا، اسے کہتا کہ اللہ سے ڈر اور اس برے کام کو چھوڑ دے یہ حرام ہے۔ لیکن دوسرے روز جب وہ نہ چھوڑتا تو یہ اس سے کنارہ کشی نہ کرتا بلکہ اس کا ہم نوالہ ہم پیالہ رہتا اور میل جول باقی رکھتا، اس وجہ سے سب میں ہی سنگدلی آ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس پوری آیت کی تلاوت کر کے فرمایا : واللہ تم پر فرض ہے کہ بھلی باتوں کا ہر ایک کو حکم کرو، برائیوں سے روکو، ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھو اور اسے تنگ کرو کہ حق پر آجائے ۔

ہم کیا کرتے ہیں؟

ہمارے لئے عمل کا نقطہ ہے کہ کسی کو بُرائی سے روکیں اگر وہ نہ رُکے تو وہاں سے اُٹھ کر آجائیں۔

یوشع بن نون سے فرمایا گیا کہ تمہاری اُمّت میں سے ایک لاکھ لوگ جہنم میں جائیں گے۔ ساٹھ ہزار گناہ گار ہیں۔ انہوں نے پوچھا باقی چالیس ہزار کیوں جہنم میں جائینگے؟ فرمایا گیا کیونکہ وہ برائی سے نہیں روکتے تھے اور نیکی کی تلقین نہیں کرتے تھے۔

ابوداؤد وغیرہ میں اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو اللہ تمہارے دلوں کو بھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا دے گا اور تم پر اپنی پھٹکار نازل فرمائے گا جیسی ان پر نازل فرمائی ۔

ابن ماجہ میں ہے اچھائی کا حکم اور برائی سے ممانعت کرو اس سے پہلے کہ تمہاری دعائیں قبول ہونے سے روک دی جائیں ۔

مسند احمد میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بنو اسرائیل میں پہلے پہل جب گناہوں کا سلسلہ چلا تو ان کے علماء نے انہیں روکا۔ لیکن جب دیکھا کہ باز نہیں آتے تو انہوں نے انہیں الگ نہیں کیا بلکہ انہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے رہے، جس کی وجہ سے دونوں گروہوں کے دلوں کو آپس میں ٹکرا دیا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے دل بھڑا دیئے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی زبانی ان پر اپنی لعنت نازل فرمائی۔ کیونکہ وہ نافرمان اور ظالم تھے۔ اس کے بیان کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا نہیں نہیں اللہ کی قسم تم پر ضروری ہے کہ لوگوں کو خلاف شرع باتوں سے روکو اور انہیں شریعت کی پابندی پر لاؤ۔

صحیح حدیث میں ہے تم میں سے جو شخص خلاف شرع کام دیکھے، اس پر فرض ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے، اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اور بہت ہی ضعیف ایمان والا ہے۔ (صحیح مسلم:49)

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿٨٠﴾ تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں انہوں نے جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے برا ہے (وہ یہ) کہ خدا ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں (مبتلا) رہیں گے (۸۰)

یعنی غیر مسلموں سے بھاگ بھاگ کر دوستی کرتے ہیں۔ ان کو مسلمان بہن بھائی اچھے نہیں لگتے۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾ اور اگر وہ خدا پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر بدکردار ہیں (۸۱)

ایمان والے تو شرک کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ یہ بھی مشرکوں جیسے کام کرنا چاہتے ہیں۔

ان سے دوستیاں نہ کرو کیونکہ یہ حدوں سے نکلے ہوئے ہیں۔ پھر ہم کیا کریں؟ اپنے بچوں کو کافروں، غیر مسلموں کی دوستیوں سے کیسے روکیں؟

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾

(اے پیغمبر ﷺ!) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے (۸۲)

تین گروہوں کا ذِکر کیا جارہا ہے۔

یہود سرکش لوگ دین میں سختی کرنے والے۔ مومن کے سخت دشمن

دوسرے نصاریٰ۔ تیسرے مشرک

قران پاک میں اکثر یہود و نصاریٰ کا تذکرہ اکھٹا آتا ہے۔ یہاں یہود کے ساتھ ہنود کو کر دیا۔ یہود و ہنود مسلمانون کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ لیکن نصاریٰ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہمارے ماتحت بن کر رہیں۔

اللہ کے نبیؐ نے تقریباً دس سال مدینے میں تبلیغ کرتے رہے لیکن یہود اتنے سخت دِل تھے کہ صرف پانچ یا چھ ہی مسلمان ہوئے۔یہود نے بہت دشمنی کی۔ان کے دِل بہت سخت ہیں۔

قِسِّيۡسِيۡنَ :جب کوئی کسی چیز کا متلاشی ہو۔کسی چیز کی تلاش میں جانا۔

وَرُهۡبَانًا : دنیاکے ہنگاموں سے الگ ہو کر عبادت میں مصروف رہے۔

دونوں نصارٰی کے گروہ تھے۔اُن میں تکبر نہیں تھا۔انسان غلطی کرلے لیکن غرور نہیں کرتا تو واپس آنے کی اُمید ہے۔

یہودیوں کو مسلمانوں سے جو سخت دشمنی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سرکشی اور انکار کا مادہ زیادہ ہے اور جان بوجھ کر کفر کرتے ہیں اور ضد سے ناحق پر اڑتے ہیں، حق کے مقابلہ میں بگڑ بیٹھتے ہیں حق والوں پر حقارت کی نظریں ڈالتے ہیں ان سے بغض وبیر رکھتے ہیں۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مردناداں پر کلامِ نرم ونازک بے اثر

یہودیوں پر ہدایت کا اثر ہی نہیں ہوتا۔

عیسائی کچھ نرم دِل ہیں۔اور اسلام دشمنی میں اتنے کٹر نہیں ہیں۔

الغرض ان کے تین اوصاف یہاں بیان ہوئے ہیں ان میں عالموں کا ہونا،ان میں عابدوں کا ہونا،ان میں عاجزی کا ہونا۔

آج کے عیسائی بھی مسلمانوں سے مخلص نہیں ہیں۔وہ یہود وہنود سے مل گئے ہیں۔ان سب نے مل کر مسلمانوں کو ختم کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔

ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

اپنی محبتوں کے قبلے دُرست کر لو۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کے پیچھے چلو گے تو خود بھٹک جاؤ گے۔

جب انسان نورِ ہدایت سے دور ہوتا ہے تو اندھیرا ہو جاتا ہے۔ جب ہم قرآن سے دُور ہوتے ہیں غلط عقائد زندگی میں آجاتے ہیں۔

اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھٹکے ہوئے لوگوں میں شامل نہ کرے۔ اور اس پارے سے جو کچھ سیکھا اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔